سوال

(64) مغرب اور عشاء کی نماز جمع کرنا ایک اذان کے ساتھ

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

خرابی موسم کی وجہ سے نماز مغرب کے فوراً بعد نماز عشاء ادا کرنا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے جبکہ عشاء کی نماز کے لئے اذان وغیرہ نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی مغرب کی سنتیں ادا کی گئی ہیں؟ ہم نے اپنے علما سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر نماز مغرب اور نماز عشاء اس طرح اکٹھی پڑھتے کہ نماز مغرب کو لیٹ کر کے نماز عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ کیا ایسے حالات میں سفر کے علاوہ نماز کو دوسری نماز کے ساتھ اکٹھا پڑھا جاسکتا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

دین اسلام کی بنیاد تخفیف اور سہولت پر ہے، اس میں بلاوجہ کسی کو مشقت اور تنگی میں نہیں ڈالا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''دین کے معاملات میں تم پر کوئی تنگی نہیں۔'' [۲۲/الحج: ۷۸]

''اللہ تعالیٰ نے انسانی کمزوری کے پیش نظر تمہارے ساتھ تخفیف کا ارادہ فرمایا۔'' [۴/النسآء: ۲۸]

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم پر آسانی کرنا چاہتے ہیں اس کا تمہیں مشقت اور تنگی میں ڈالنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔'' [۲/البقرہ: ۱۸۵]

نمازوں کے سلسلہ میں بھی اس سہولت اور آسانی کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ سفر، بیماری، خوف، بارش وغیرہ اور کسی اہم مصروفیت کے پیش نظر دو نمازوں کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے، پھر انہیں اکٹھا کر کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں:

1۔ ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت جمع کر کے ادا کرنا اسے جمع حقیقی کہا جاتا ہے اس کی دو اقسام ہیں:

(الف) جمع تقدیم: ایک نماز وقت سے پہلے دوسری کے ساتھ جمع کی جائے، مثلاً: ظہر کے ساتھ عصر اور مغرب کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کرنا۔

(ب) جمع تاخیر: ایک نماز وقت کے بعد موخر کر کے دوسری نماز کے ساتھ جمع کی جائے، مثلاً: عصر کے ساتھ ظہر اور عشاء کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کرنا۔

2۔ جمع صوری: پہلی نماز کو موخر کر کے اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو مقدم کر کے پہلے وقت میں پڑھ لینا، اس طرح بظاہر دونوں نمازیں جمع ہو جائیں گی لیکن انہیں اپنے

اپنے اوقات میں ہی ادا کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوران سفر نماز جمع تقدیم اور جمع تاخیر دونوں طرح پڑھنا ثابت ہے، جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سورج ڈھلنے کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر کو اسی وقت پڑھ لیتے اور اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو موخر کر کے عصر کے ساتھ ادا کرتے، اسی طرح اگر سورج غروب ہونے کے بعد سفر شروع کرتے تو مغرب اور عشاء اسی وقت پڑھ لیتے۔ [ابوداود، الصلوٰة :۱۲۲۰]

اسی طرح نمازوں کو مذکورہ طریقے کے مطابق ادا کرنے کی ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ [بیہقی، ص:۱۶۲، ج۳]

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔ [مسند امام احمد، ص:۳۶۷، ج۵]

سفر کے علاوہ حضر میں بھی ناگزیر حالات کے پیش نظر دو نمازوں کو جمع کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اسے مستقل عادت نہ بنایا جائے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر اور عصر کی آٹھ رکعات اور مغرب اور عشاء کی سات رکعات ایک ساتھ پڑھیں۔ [صحیح بخاری، مواقیت:۵۴۳]

ایک روایت میں ہے کہ راوی حدیث نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ایسا امت کی سہولت کے پیش نظر کیا گیا تاکہ یہ امت کسی تنگی اور مشقت میں مبتلا نہ ہو۔ مسند امام احمد، ص:۲۲۳، ج۵]

تاہم دو نمازوں کو جمع کرنا سخت ضرورت، مثلاً: بارش اور شدید آندھی وغیرہ ہو تو ایسا کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں عام طور پر کاروباری حضرات کا معمول ہے کہ وہ سستی یا کاروباری مصروفیات کی وجہ سے دو نمازیں جمع کر لیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ بعض اوقات روایات کے مطابق ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ ناگزیر حالات کے علاوہ ہر نماز کو اس کے وقت پر ہی ادا کرنا ضروری ہے۔ جب سفر کے علاوہ کسی سخت مجبوری کی بنا پر دو نمازوں کو اکٹھا کر کے ادا کیا جائے تو پہلی نماز کی سنتیں وغیرہ ادا نہیں کی جاتیں کیونکہ اس سے جمع کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اس کے علاوہ دوسری جماعت کے لئے صرف اقامت ہی کافی ہے اذان دینے کی ضرورت نہیں۔ [صحیح مسلم، الحج:۱۲۱۸]

واضح رہے کہ اگر بارش کی وجہ سے دو نمازوں کو اکٹھا پڑھا جائے تو مسجد میں دوسری نماز کے لئے اذان دی جائے اگر بارش جاری ہو تو ''اَلاَصَلُّوْافِی الرِّحَالِ'' کے الفاظ کہے جائیں اور مسجد میں رہائش رکھنے والے باقاعدہ جماعت کا اہتمام کریں اور اگر بارش رک گئی ہو تو معمول کے مطابق اذان کہی جائے تاکہ جو حضرات بارش کی وجہ سے پہلی نماز میں حاضر نہیں ہو سکے تھے وہ دوسری نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:109